# مردِ خدا کا یقین

از

سید ابوالحسن علی، ندوی

ناشر

مکتبۂ اسلام گوئن روڈ، لکھنؤ

قیمت ۳۰ پیسے

اپریل سنہ ۱۹۶۷ء

www.abulhasanalinadwi.org

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ
نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

# مردِ خُدا کا یقین

کون نہیں جانتا کہ یقین دُنیا کی بہت بڑی طاقت ہے، ایک شخص کے یقین نے بعض اوقات ہزاروں لاکھوں انسانوں کے شکوک و تذبذب پر فتح پائی ہے، جب کبھی کوئی مردِ خدا کسی بات پر پہاڑ کی طرح جم گیا ہے اور اُس نے حالات کے سامنے سپر ڈالنے سے انکار کر دیا ہے اور اپنے یقین کا رشتہ مضبوط ہاتھوں سے تھام لیا ہے تو زمانہ کے بہتے ہوئے دھارے کا مُنھ پھر گیا ہے، بڑے بڑے دُور بینوں اور مُبصروں کے اندازے غلط نکل گئے ہیں اور ان کی پیشین گوئیاں جھوٹی ثابت ہوئی ہیں اور اس شخص کا یقین آفتاب کی طرح شکوک و اوہام کے بادلوں اور خطرات اور اندیشوں کے کہر میں سے نمودار ہوا ہے۔

تاریخ میں اس یقین اور اس کی فتحیابی کی عجیب عجیب مثالیں ملتی ہیں آسمانی صحیفوں اور انبیاء علیہم السّلام کی سیرتوں نے بھی اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

بہت سے عجائبات پیش کئے ہیں جن کو پڑھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے اور وہ یقین وایمان کا ایک معجزہ معلوم ہوتا ہے۔ خیال فرمائیے حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کو مصر سے لے کر جارہے ہیں بحر احمر کی خاکنائے کو عبور کرکے جزیرہ نمائے سینا پہونچنا چاہتے ہیں مگر اللہ کو کچھ اور منظور ہے وہ راہ غلط کرتے ہیں اور حق یہ ہے کہ یہی وہ سیدھا راستہ تھا جو اللہ کو منظور تھا صبح کا تڑکا ہوتا ہے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بجائے شمال میں جانے کے وہ مشرق کی طرف چلتے رہے ہیں اور اب بحر احمر (قلزم) کے کنارے کھڑے ہیں، اور سمندر اپنی پوری طغیانیوں کے ساتھ بہ رہا ہے، دفعۃً کان میں آواز آتی ہے وہ آگئے! حضرت موسیٰ مڑ کر دیکھتے ہیں تو فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سر پر آیا چاہتا ہے، بنی اسرائیل چیختے ہیں کہ موسیٰ ہم نے تمہارا کیا قصور کیا تھا کہ تم نے چوہوں کی طرح ہمارے مارنے کا انتظام کیا، کیا ہمارے ہلاک ہونے میں کوئی کسر باقی ہے اِنَّا لَمُدْرَكُونَ ہم تو پکڑے گئے، تصوّر کیجئے وہ کون سا پہاڑ ہے جو اس موقع پر ڈگمگا نہ جائے کون سی طاقت ہے جو ایسی کھلی ہوئی حقیقت کے سامنے ہار نہ مان لے، لیکن پیغمبر کا یقین کھلے ہوئے مشاہدات اور عریاں حقائق پر بھی غالب آتا ہے اُن کے نزدیک آنکھیں دھوکا دے سکتی ہیں کان غلط سُن سکتے ہیں، حواس خطا کر سکتے ہیں مگر اللہ کی بات غلط نہیں ہو سکتی اور اُس کا وعدہ جھوٹا نہیں ہو سکتا،



حضرت موسیٰؑ نے پورے اطمینان اور یقین کے ساتھ جواب دیا كَلَّآ اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے ضرور راستہ پر لگا دے گا اور منزل پر پہونچا دے گا، اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ سب جانتے ہیں۔

دوسری مثال لیجئے، مکہ معظمہ میں مسلمان قریش کے ظلم وستم کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، ہر مسلمان کی جان خطرہ میں ہے، صبح ہوتی ہے تو شام کا بھروسہ نہیں اور شام ہوتی ہے تو صبح کا یقین نہیں اسلام کا بظاہر دنیا میں کوئی مستقبل نہیں معلوم ہوتا، جو دن گزر رہا ہے غنیمت معلوم ہوتا ہے۔ ایسی حالت میں ایک مظلوم غریب مسلمان خبّاب بن الارت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، آپ بیت اللہ کے سایہ میں بیٹھے ہیں، خبّاب عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ پانی سر سے اونچا ہو گیا، اب تو آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جوش آجاتا ہے سنبھل کر بیٹھ جاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ بس خبّاب گھبرا گئے، پہلی امتوں میں تو یہ ہوا ہے کہ مومن کو گڑھا کھود کر گاڑ دیا گیا ہے اور سر پر آرہ رکھ کر چلایا گیا ہے یہاں تک کہ اُس کے بدن کے دو ٹکڑے ہو کر گر گئے ہیں، اور لوہے کی کنگھیوں سے اُس کے گوشت کو ہڈیوں سے جُدا کیا گیا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

پھر بھی وہ اپنے دین سے نہیں پھرتا تھا، خدا کی قسم اللہ اپنے دین کو مکمل کرکے رہے گا یہاں تک کہ (اس دین کی عمومیت اور اس کے غلبہ کا) یہ حال ہوگا کہ سوار صنعاء سے حضرموت تک (سیکڑوں میل کی مسافت) چلا جائے گا اور اس کو اللہ کے سوا کسی کا کھٹکا نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ اس کو بھیڑیے سے خطرہ ہو کہ وہ اس کی بکریوں پہ حملہ کرے لیکن تم جلدی بہت کرتے ہو۔ (بخاری)

خیال فرمائیے عرب کی اس وقت کی بدامنی و خوں ریزی، غارت گری اور پھر اسلام کی مغلوبیت اور کمزوری کو دیکھتے ہوئے ایسی بعید از قیاس پیشین گوئی اس شخص کے سوا کون کرسکتا ہے جس کو نبوت کا یقین حاصل ہو!

دوسرا موقع اس سے کچھ کم نہیں، حالت یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ مدینہ جارہے ہیں، کمزوری اور غربت کا یہ حال ہے کہ مکہ جیسا عزیز وطن چھوڑنا پڑرہا ہے۔ اور راستہ کا بھی اطمینان نہیں، پیچھے سے قریش کی دوڑ آرہی ہے، آخر یہ واقعہ پیش آگیا، سراقہ بن جعشم تیز رفتار گھوڑے پر پورے ہتھیار لگائے سر پر پہونچ گیا۔ حضرت ابو بکر نے گھبرا کر کہا کہ یا رسول اللہ دوڑ آگئی، فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے، آپ نے دعا فرمائی



اور گھوڑا گھٹنوں گھٹنوں زمین میں دھنس گیا، سراقہ نے کہا کہ یا محمد دعا کیجیے میں اس مصیبت سے چھوٹ جاؤں میرا ذمہ ہے کہ تعاقب کرنے والوں کو واپس کردوں گا۔ آپ نے دعا فرمائی گھوڑا نکل آیا سراقہ نے پھر تعاقب کا ارادہ کیا پھر وہی واقعہ پیش آیا۔ پھر اس نے دعا کی درخواست کی، اس مرتبہ نکل کر اس نے اپنے اونٹوں کی پیش کش کی، فرمایا ہمیں تمہارے اونٹوں کی ضرورت نہیں، جب جانے لگا تو کہا سراقہ وہ کیا وقت ہوگا جب تمہارے ہاتھ میں کسریٰ کے کنگن ہوں گے سراقہ غریب کے سمجھ میں نہ آیا کہ کبھی ایسا وقت آسکتا ہے کہ شاہنشاہ ایران کے کنگن ایک غریب اعرابی کے ہاتھ میں ہوں، اس نے بڑی بے ساختگی سے پوچھا کیا کسریٰ ابن ہرمز کے کنگن؟ فرمایا ہاں! فرمائیے ایسی کمزوری اور بے بسی کی حالت میں وہ کون سی نگاہ ہوسکتی ہے جو عرب کے ایک بدو کے ہاتھ میں شہنشاہ ایران کے کنگن دیکھتی ہے اور اس کی زبان اس کی پیشین گوئی کرتی ہے، کیا ظاہری حالات کے لحاظ سے اس کا کوئی امکان پایا جاتا ہے؟ یہی نگاہ نبوت ہے جو مستقبل کے افق پر دھندلے دھندلے ستارے دیکھ لیتی ہے، اور جس کو ظاہری قیاسات اور واقعات کے خلاف پورے یقین کے ساتھ ایک واقعہ کی اطلاع دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں ہوتی!

www.abulhasanalinadwi.org

اب مدینہ آئیے، مدینہ کے گرد خندق کھودی جارہی ہے، اللہ کا رسول خود کھودنے میں مشغول ہے ایک پتھر ایسا آجاتا ہے جس پر کدالیں اور پھاوڑے کام نہیں کرتے، صحابہ حضور عرض کرتے ہیں، آپ تشریف لے جاتے ہیں، حالت یہ ہے کہ پیٹ پر دو دو پتھر بندھے ہوئے ہیں، کدال مارتے ہیں تو پتھر دو ٹکڑے ہو جاتا ہے اور اس سے ایک چمک نکلتی ہے ارشاد ہوتا ہے کہ اس روشنی میں میں نے ایران کا سفید محل اور شام کا زرد محل دیکھا ہے تم ان محلوں کو فتح کروگے تصور کیجئے یہ وہ کہہ رہا ہے جس کے گھر میں کھانے کے لئے بھی نہیں ہے ایسے موقع پر کہہ رہا ہے کہ اسلام کا وجود اور مسلمانوں کی ہستی خطرہ میں ہے، عرب کے قبائل مدینہ پر چڑھائی کر رہے ہیں اور موت و زندگی کا سوال ہے مگر پیغمبرانہ یقین کی روشنی ایسی ہی اندھیروں میں چمکتی ہے۔

پیغمبروں کے بعد دنیا کی تاریخ میں یقین کی جو سب سے بڑی مثال ملتی ہے وہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی ہے اور اسی یقین استقامت و اتباع میں اُن کی صدیقیت کا راز پنہاں ہے، اُن کے واقعات بتلاتے ہیں کہ وہ صدیق اکبر کے لقب کے پورے مستحق ہیں، اور اہل بصیرت کا یہ کہنا بالکل حق ہے کہ ابوبکر پیغمبر نہیں تھے مگر کام انھوں نے پیغمبروں کا سا کیا اور انھیں کی سی استقامت اور پختگی دکھائی۔



صورت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی ہے سارے عرب میں ارتداد کی آگ پھیل گئی ہے، خزاں میں جس طرح پتے جھڑیں اور ٹوٹی تسبیح کے دانے بکھریں اس طرح قبائل اسلام سے نکلتے جارہے تھے، ایک ایک دن میں بیسیوں قبیلوں کے ارتداد کی خبر آتی تھی۔ یمن، حضر موت، بحرین نجد کے تمام علاقے مرتد ہوگئے، اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ قریش اور ثقیف صرف دو قبیلے اسلام پر قائم رہ گئے، یہودیت اور نصرانیت نے جو عرب سے جلا وطن ہوگئی تھیں سر اٹھایا، نفاق نے جو پہلے سوسائٹی کا ایک جرم اور پوشیدہ عیب تھا، نقاب اُلٹ دی، اور لوگوں نے کھل کر شک و نفاق کی باتیں شروع کر دیں، مسلمانوں کی ہوا سارے عرب سے اُکھڑ گئی اور اُن کے دشمن شیر ہوگئے، عرب مورخین نے بڑی بلاغت کے ساتھ اس وقت کے مسلمانوں کی بے بسی اور درماندگی کی تصویر کھینچی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کی اس وقت وہ کیفیت ہوگئی تھی جیسے بارش کی رات میں بھیڑوں کی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنے باڑہ میں دبک جاتی ہیں اور سردی سے ٹھٹھرنے لگتی ہیں۔

عین اس حالت میں یقین اور اطاعت و فدویت کی ایک عجیب و غریب مثال سامنے آتی ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے دُنیا کی تاریخ

www.abulhasanalinadwi.org

قاصر ہے، حضرت اُسامہؓ کا لشکر جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے شام بھیجنے کے لئے تیار کیا تھا۔ اور آپ کی وفات کی وجہ سے
اس کا سفر ملتوی ہو گیا تھا، تیار ہے۔ اس لشکر میں مہاجرین انصار
کے بڑے بڑے سردار اور میدان جنگ کے آزمودہ کار سپاہی ہیں۔ خود
حضرت عمرؓ بھی حضرت اسامہ کی ماتحتی میں ہیں۔ یہ اُس وقت کے
مسلمانوں کی سب سے بڑی فوجی طاقت تھی، عقل و مصلحت شناسی کا
فتویٰ کیا تھا، اور جس کو سیاست کہتے ہیں اُس کا فرمان ناطق کیا تھا؟
یہی کہ لشکر مدینہ میں ٹھیرے، اور حملہ آوروں سے جن کا صبح و شام خطرہ
تھا مسلمانوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کرے
اس لئے کہ اس وقت اسلام کا بقا مدینہ پر منحصر ہے، لوگوں نے حضرت
ابوبکر سے عرض کیا کہ اس وقت اس لشکر کا مدینہ سے باہر جانا کسی طرح
مناسب نہیں، حملہ آوروں اور دشمنوں کی نگاہیں مدینہ پر ہیں اس لشکر کے
کوچ کرتے ہی مدینہ پر حملہ ہو جائے گا، اس مشورے میں مدینہ کے تمام عقلا شریک تھے۔
لیکن بارگاہ نبوت کا مجذوب جس کے نزدیک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا
منشا پورا کرنا اور آپ کے ارادہ کو عمل میں لانا ہی سب سے بڑی عقلمندی
اور سیاست ہے، صاف جواب دیتا ہے کہ قسم ہے اُس ذات پاک
کی جس کے قبضہ میں ابوبکر کی جان ہے اگر مجھے اس کا بھی



یقین ہو جائے کہ جنگل کے درندے مجھے اُٹھالے جائیں گے تب
بھی میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا منشا مبارک پورا کروں گا
اور اسامہ کا لشکر بھیج کر رہوں گا، آپ نے تقریر کی، جہاد کے لئے تیار کیا
اور حکم دے دیا کہ جو لوگ لشکر اسامہ میں داخل ہیں وہ اُس کی قیام گاہ
جرف میں پہونچ جائیں، چنانچہ لشکر اپنے مقام پر پہونچ گیا، حضرت
ابوبکرؓ نے ان چند گنے چنے آدمیوں کو روک لیا جو ہجرت کر کے
آئے تھے، اور اُن کو اپنے قبائل کی حفاظت کے لئے مقرر کر دیا،
جب لشکر کے سب آدمی جمع ہو گئے تو امیر لشکر حضرت اسامہ نے
حضرت عمرؓ کو حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا کہ اُن کی طرف سے دوبارہ
عرض کریں کہ لشکر کو واپس بلالیں، ان کے ساتھ تمام معززین صحابہ
اور سرداران قبائل ہیں، لشکر کے کوچ کے بعد اس کا خطرہ ہے کہ
دشمن خلیفۂ اسلام اور ازواج مطہرات تک پر دست درازی کریں
اور مشرکین اُن کو مدینہ سے اُٹھالے جائیں، انصار کا پیغام یہ تھا کہ
لشکر پر کسی زیادہ سن رسیدہ اور تجربہ کار آدمی کو امیر بنایا جائے، اسامہؓ
بہت نو عمر ہیں حضرت عمرؓ نے اسامہ کا پیغام پہونچایا حضرت
ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ اگر مجھے کتے اور بھیڑیے اُٹھالے جائیں تو
بھی میں لشکر ضرور روانہ کروں گا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

www.abulhasanalinadwi.org

جس بات کا فیصلہ فرما کر گئے میں اس کو رد نہیں کر سکتا، اگر ساری بستیوں میں میں تنہا رہ جاؤں گا جب بھی اس فیصلہ پر عمل کروں گا حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ انصار کا پیغام ہے کہ لشکر پر حضرت اسامہ سے زیادہ سن رسیدہ آدمی مقرر کیا جائے، یہ سن کر حضرت ابوبکرؓ جوش میں کھڑے ہو گئے اور حضرت عمرؓ کی داڑھی پکڑ کر کہا، اللہ کے بندے! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اسامہ کو مقرر کریں اور تم مجھے مشورہ دو کہ میں ان کو معزول کر دوں؟

اس گفتگو کے بعد حضرت ابوبکرؓ لشکر میں آئے اور ان کو رخصت کرنے کے لئے چلے، آپ پیدل تھے اور حضرت اسامہ سوار، انھوں نے عرض کیا کہ اے خلیفۂ رسول آپ سوار ہو جائیں ورنہ میں اترتا ہوں فرمایا نہ میں سوار ہوں گا، نہ تم اترو گے، اس میں کیا حرج ہے کہ میں گھڑی بھر اپنے قدم اللہ کے راستہ میں غبار آلود کر لوں اس لئے کہ غازی کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، سات سو درجے بلند ہوتے ہیں اور سات سو گناہ معاف ہوتے ہیں جب واپس ہونے لگے تو حضرت اسامہ سے فرمایا کہ اگر تمھاری رائے ہو تو عمر کو میری اعانت کے لئے چھوڑ جاؤ، انھوں نے بخوشی اجازت دے دی، پھر آپ نے اُن کو وصیت فرمائی کہ دیکھنا خیانت نہ کرنا،



عہد شکنی، مال غنیمت میں چوری سے سخت اجتناب کرنا، کسی بچہ، بوڑھے اور عورت کو نہ مارنا، کھجور کے درخت کو اکھاڑنا نہ جلانا، نہ کسی پھل دار درخت کو کاٹنا، نہ کسی کی بکری، گائے، اونٹ کو ذبح کرنا، اور دیکھو کچھ ایسے آدمی بھی تم کو ملیں گے جو عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہو گئے اُن کو اُن کے حال پر چھوڑ دینا، کچھ ایسے نظر آئیں گے جو چاند صاف کرتے ہیں اور اُس کے گرد اگرد چوٹیوں کی طرح بال بڑھاتے ہیں، ذرا تلوار سے اُن کو ہوشیار کر دینا، جاؤ اللہ کے نام پر روانہ ہو، اور جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے اس کو عمل میں لاؤ۔

اس کے بعد کیا ہوا؟ اگر اس جگہ تاریخ میں خلا ہوتا، اور عقل و قیاس کو قلم کو اس خلا کے پُر کرنے کی اجازت دی جاتی تو وہ لکھ دیتا کہ یہ ایک بڑی خطرناک سیاسی غلطی تھی، نتیجہ یہ ہوا کہ مدینہ پر حملہ ہو گیا اور مرکز اسلام دشمنوں کے نرغہ میں آگیا، لیکن اللہ کی قدرت کہ ابوبکرؓ نے تو اپنے عشق اور کمال اتباع میں یہ کام کیا تھا اور اُن کو یقین تھا کہ منشاء نبوت پورا کرنے میں کوئی خطرہ پیش نہیں آسکتا بلکہ خطرات کا علاج ہی یہی ہے اور قدرت الٰہی نے اس کی تصدیق کی، مؤرخین لکھتے ہیں کہ اس

www.abulhasanalinadwi.org

لشکر کے روانہ ہونے سے سارے عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی، لوگ کہتے تھے کہ اگر مسلمانوں کے پاس طاقت نہ ہوتی تو اس لشکر کو حملہ کے لئے کیوں بھیجتے چنانچہ جو لوگ ارادۂ بد رکھتے تھے وہ چوکنے ہوگئے اور مدینہ پر حملہ کرنے کا خیال دل سے نکال دیا۔ مؤرخ ابن کثیر کے الفاظ ہیں وکان انفاذ جیش اسامۃ اعظم الامور نفعا للمسلمین، اسامہ کے لشکر کا روانہ ہونا مسلمانوں کے لئے سب سے زیادہ مفید ثابت ہوا[1]۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے عزم راسخ کا ایک نمونہ دنیا دیکھ چکی تھی لیکن ابھی عشق ویقین، اور عقل مصلحت اندیش کا ایک معرکہ باقی تھا، وفات نبوی کے متصل ہی عرب میں منع زکوٰۃ کا فتنہ پیدا ہوگیا، اور وبا کی طرح سارے ملک میں پھیل گیا، عرب کے سارے قبائل کہنے لگے، کہ ہمیں نماز، روزہ، حج سے انکار نہیں مگر ہم زکوٰۃ میں ایک جانور بھی نہیں دیں گے، ایک دو قبیلے ہوں تو خیر دو چار قبائل کو چھوڑ کر سارا ملک یہی کہہ رہا تھا، حضرت ابوبکرؓ کی نگاہ بصیرت نے دیکھ لیا کہ زکوٰۃ کا انکار ارتداد کا پیش خیمہ اور

---

[1] واقعہ کی پوری تفصیل تاریخ الکامل ابن اثیر میں ہے ملاحظہ ہو جلد دوم ص ۱۲۸-۱۲۱، مزید تفصیل کے لئے تاریخ طبری اور البدایہ والنہایہ ملاحظہ ہوں ۱۲



دین سے بغاوت کی زنجیر کی وہ کڑی ہے جس کے ساتھ تمام کڑیاں پیوست ہیں کفر وتحریف کا یہ دروازہ اگر کھلا تو قیامت تک بند نہیں ہوسکتا، آج زکوٰۃ کی باری ہے تو کل نماز کی اور پھر روزہ، حج کا تو اللہ ہی حافظ ہے، مستقبل کا خطرہ اگر نہ بھی ہوتا تو بھی ابوبکرؓ کو یہ گوارا نہ تھا کہ دین کا جو مجموعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھوڑ کر گئے ہیں اور ابوبکر اس کے متولی مقرر ہوئے ہیں اس میں کوئی نقص واقع ہو، اس موقع پر ان کی زبان سے بے ساختہ جو جملہ نکلا تاریخ نے بے کم وکاست محفوظ کر لیا ہے وہ ان کے دلی جذبات دین سے تعلق اور ان کے مقام صدیقیت کا ترجمان ہے انھوں نے فرمایا اینقص الدین وانا حیٌ (کیا ابوبکر کی زندگی میں اللہ کے دین میں قطع وبرید ہوگی ؟) انھوں نے فیصلہ کر لیا کہ فتنہ کا یہ دروازہ بند کیا جائے گا چاہے مسلمانوں کی لاشوں سے، اب سارا مدینہ ایک طرف تھا اور ابوبکر ایک طرف تھے، صحابہ کرام کہتے تھے کہ صرف ایک رکن کے ترک سے مانعین زکوٰۃ کے ساتھ مشرکین وکفار کی طرح کس طرح قتال جائز ہے، کچھ لوگ کہتے تھے کہ سارا عرب اس فتنہ میں مبتلا ہے کس کس سے جنگ کی جائے گی، اس وقت تو یہی غنیمت ہے کہ ہم مدینہ میں رہ کر اللہ کی عبادت کرتے رہیں لیکن

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت ابوبکرؓ کہتے تھے کہ خدا کی قسم اگر ایک بکری کا بچہ بھی جو یہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں زکوٰۃ دیا کرتے تھے روک
لیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا، آخرکار ابوبکرؓ کا یقین اور
جذبہ تمام شبہات و ترددات پر غالب آیا اور سب نے ان کا ساتھ
دیا، آپ نے مختلف سمتوں پر گیارہ فوجیں روانہ کیں، تین تو
مستقل مدعی نبوت تھے جن کی سرکوبی کرنی تھی، عرب کے تمام
جنگ آزما اور سورما جنھوں نے بعد میں عراق و ایران فتح کیا ہے
ان مدعیان نبوت اور مرتدین کے ساتھ تھے۔ اور عرب کی پوری
جنگی قوت اور شجاعت اسلام کے مقابلہ میں میدان میں آگئی تھی،
بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ اتنی بڑی جنگی طاقت اس سے پہلے کبھی
اسلام کے مقابلہ میں نہیں آئی تھی۔

ادھر مدینہ خالی ہو گیا تھا، اس کی شہرت ہو گئی کہ مدینہ میں
لڑنے والے تھوڑے ہیں، حضرت ابوبکرؓ نے مدینہ کی حفاظت کے لئے
حضرت علی، طلحہ، زبیر اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کو مقرر کیا اور
اور اہل مدینہ کو مسجد نبوی میں حاضر رہنے کا پابند کر دیا اس لئے
کہ یہ معلوم نہ تھا کہ دشمن کس وقت حملہ کر دیں گے، تین دن گزرنے
پائے تھے کہ رات کو یکایک حملہ ہو گیا محافظ دستہ نے



حملہ آوروں کو روکا اور ابوبکر کو اطلاع کی حضرت ابوبکرؓ نے
اہل مسجد کو اطلاع دی اور دشمن کو پیچھے ڈھکیلتے ہوئے ذی حسی
تک پہونچا دیا وہاں انھوں نے مشکیزوں میں ہوا بھر کر رسیوں سے
باندھ رکھا تھا اُن کو اُنھوں نے زمین پر اس طرح گھسیٹا کہ مسلمانوں
کے اونٹ اس طرح بدکے کہ مدینہ پہونچ کر دم لیا۔ مرتدین کو مسلمانوں
کی کمزوری کا احساس ہوا اور انھوں نے اپنے بڑے مرکز
ذی القصہ میں اس کی اطلاع کی اور وہاں سے نئے حملہ آور
آگئے، حضرت ابوبکرؓ رات بھر جنگ کی تیاری کرتے رہے اور
صبح ہی اچانک کھلے میدان میں دشمن کے سر پر پہونچ گئے اور
اُن کو تلواروں پر رکھ لیا، سورج نکلتے نکلتے دشمن کے قدم اُکھڑ گئے
حضرت ابوبکرؓ نے ذی القصہ تک اُن کا تعاقب کیا، اس فتح سے
ارتداد کی طاقت پر اچھی ضرب پڑی، لیکن قبیلہ عبس و ذبیان نے
اپنے اپنے قبیلوں کے مسلمانوں کو چن چن کر قتل کر دیا، حضرت ابوبکرؓ
نے قسم کھائی کہ وہ مسلمانوں کا پورا بدلہ لیں گے اور جتنے مسلمان
شہید ہوئے ہیں اُن سے زائد مشرکین کو قتل کریں گے۔ اس عرصہ
میں مدینہ طیبہ میں زکوٰۃ کے جانور پہونچے، اُدھر حضرت اُسامہؓ
کا لشکر چالیس دن کی غیر حاضری کے بعد واپس

www.abulhasanalinadwi.org

ہوا، حضرت ابو بکرؓ نے ان کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا اور ان کے
لشکر کو آرام کرنے کا حکم دیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر باہر نکلے،
مسلمانوں نے ان کو اللہ کا واسطہ دیا کہ وہ مدینہ ہی میں رہیں،
انھوں نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ پوری مساوات کا سلوک
کروں گا اب یہ آرام کریں گے اور میں جاؤں گا چنانچہ مدینے سے
نکل کر دُور تک دشمن کو ہزیمت دیتے چلے گئے اور مسلمانوں کا
رُعب قائم ہو گیا۔

حضرت ابو بکرؓ کے یقین اور جوش نے مسلمانوں میں جو جذبہ
جہاد اور سرفروشی کی روح پیدا کر دی تھی اُس کا اندازہ کرنے کیلئے
بیسیوں معرکوں میں سے صرف یمامہ کی جنگ کے حالات کافی ہیں
حقیقت یہ ہے کہ اس جذبہ اور روح کے بغیر ارتداد کا فتنۂ عالم آشوب
اور قبائل عرب کی نسلی عصبیت اور بدوی شجاعت کا مقابلہ
(جس نے کچھ ہی عرصہ بعد ایران و شام کی فوجوں کے چھکے چھڑا دیے)
ممکن ہی نہ تھا غور سے دیکھا جائے گا تو معلوم ہو گا کہ اس قالب میں
ابو بکرؓ کا یقین اور اُن کا جذبہ کارفرما تھا۔

یمامہ نجد میں واقع ہے یہ قبیلہ بنی حنیفہ کا مرکز تھا بنی حنیفہ جو
ربیعہ کی ایک شاخ ہے اور قریش میں جو مضر کی ایک شاخ ہے



جاہلیت میں سخت ترین عداوت اور موروثی دشمنی اور عصبیت تھی
اسی قبیلہ میں مسیلمہ نے نبوت کا دعوےٰ کیا اور کچھ لوگوں کو
اپنی شعبدہ بازیوں سے اور زیادہ تر خاندانی عصبیت و حمیت
کی بنیاد پر اور قریش کی دینی مرکزیت اور سیاسی طاقت کو توڑنے
کے لئے اپنا ہمنوا بنا لیا، حضرت ابو بکرؓ نے حضرت خالدؓ کو
مسیلمہ کی سرکوبی کے لئے مقرر کیا اور مہاجرین وانصار اور اکابر
صحابہ کی ایک بڑی جمعیت کو ان کے ساتھ کیا، بنو حنیفہ نے
یمامہ کو اپنی چھاؤنی بنایا تھا، ان کے لشکر میں چالیس ہزار
لڑنے والے تھے، جنگ سے پہلے بنو حنیفہ کے مقرر نے
نہایت پُرجوش تقریر کی اور سارے قبیلہ کو مرنے مارنے
پر آمادہ کر دیا، مہاجرین کا جھنڈا سالم مولی ابی حذیفہ کے
پاس تھا اور انصار کا جھنڈا ثابت بن قیس کے پاس لوگوں
نے سالم سے کہا کہ ہمیں تمہاری طرف سے خطرہ ہے اُنھوں نے
فرمایا پھر میں حافظ قرآن کیسا، تُف ہے مجھ پر، دوسرے قبیلے
اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے تھے، لڑائی شروع ہوئی اور اتنی سخت
ہوئی کہ مؤرخ ابن اثیر کہتا ہے کہ اس سے پہلے مسلمانوں کو
اس سے سخت جنگ کبھی پیش نہیں آئی تھی یہاں تک

www.abulhasanalinadwi.org

کہ مسلمانوں کے پاؤں اُکھڑ گئے، مسلمانوں نے ایک دوسرے کو للکارا کہ کہاں جاتے ہو انصار کے علم بردار ثابت نے کہا مسلمانو! پیچھے ہٹنے کا تم نے بُرا دروازہ کھولا ہے اے اللہ میں بنو حنیفہ (مرتدین) کے عمل سے بیزار ہوں اور مسلمانوں کے عمل سے معذرت خواہ ہوں، یہ کہہ کر آگے بڑھے اور شہید ہو گئے، حضرت زید بن الخطاب نے جو حضرت عمرؓ کے بھائی تھے مسلمانوں کو آواز دی کہ نگاہیں نیچی کر لو، دانتوں کو دبا لو اور دشمن کے قلب میں گھس جاؤ اور مارتے ہوئے بڑھے چلو۔ حضرت ابو حذیفہؓ نے کہا کہ اے قرآن والو آج اپنے عمل سے قرآن کو آراستہ کرو، حضرت خالدؓ نے زور کا حملہ کیا اور دشمن کو بہت پیچھے ڈھکیل دیا، اب گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی بنو حنیفہ اپنے ایک ایک قبیلہ کا نام لے کر جوش پیدا کر رہے تھے اور گھٹنے ٹیک کر لڑ رہے تھے، لڑائی کا یہ طور تھا کہ کبھی مسلمانوں کا پلّہ بھاری معلوم ہوتا تھا کبھی مرتدین کا اسی عرصہ میں سالم مولی ابی حذیفہ اور زید بن الخطاب کام آ گئے حضرت خالدؓ نے لڑائی کا یہ رنگ دیکھا تو کہا کہ لوگو ذرا الگ الگ ہو جاؤ تاکہ ہم کو ہر قبیلہ کی شجاعت اور سرفروشی کا اندازہ ہو اور اس کا پتہ چلے کہ ہمارا کون سا بازو کمزور ہے جس سے ہم کو



نقصان پہونچ رہا ہے، چنانچہ قبیلے قبیلے جُدا ہو گئے اور لوگوں نے کہا کہ اب فرار سے شرم آنی چاہیئے اس کے بعد سخت خوں ریز معرکہ ہوا اور میدان لاشوں سے پٹ گیا، زیادہ تر مہاجرین و انصار اس معرکہ میں کام آ رہے، مسیلمہ ایک جگہ جا کھڑا تھا اور اس کے گرد لڑائی کی چکّی چل رہی تھی، حضرت خالدؓ نے بھانپ لیا کہ جب تک مسیلمہ نہ مارا جائے گا بنو حنیفہ کے حوصلے پست نہیں ہوں گے، حضرت خالدؓ سامنے آ گئے اور یا محمداہ (جو اس وقت مسلمانوں کا میدان جنگ کا شعار تھا) کہہ کر اپنے مقابلہ کے لیے للکارا اور جو سامنے آیا اُس کو خاک و خوں میں سُلا دیا جب کئی پہلوان مارے گئے، تو حضرت خالدؓ نے مسیلمہ کو آواز دی کہ مقابلہ پر آؤ اُس نے منظور نہیں کیا، حضرت خالدؓ نے زور کا حملہ کیا، مسیلمہ کے قدم اُکھڑ گئے اور جو لوگ اس کے گرد و پیش تھے وہ اپنی جگہ پر برقرار نہ رہے، حضرت خالدؓ نے مسلمانوں کو للکارا اور مسلمان ہر طرف سے ٹوٹ پڑے اور بنو حنیفہ پسپا ہو گئے، اور انھوں نے مسیلمہ کو آواز دے کر کہا کہ جس کا تم ہم سے وعدہ کرتے تھے وہ کہاں ہے، مسیلمہ نے کہا کہ اب اس وقت اپنے خاندان اور قبیلہ کی طرف سے لڑو اس عرصہ

www.abulhasanalinadwi.org

میں بنو حنیفہ کے سردار محکم نے اپنی قوم کو آواز دی کہ باغ میں آجاؤ، بنو حنیفہ ہر طرف سے سمٹ کر باغ میں آگئے اور دروازہ بند کرلیا، براء بن مالک نے کہا کہ مسلمانو! مجھے اُٹھا کر باغ میں پھینک دو لوگوں نے کہا ایسا نہیں ہوسکتا انھوں نے خدا کی قسم دی کہ مجھے باغ کے اندر ڈال ہی دو چنانچہ لوگوں نے اُن کو اُٹھا لیا اور وہ کسی طرح دیوار پر چڑھ گئے اور باغ میں کود گئے اور دروازہ پر سخت حملہ کرکے دروازہ کھول دیا باغ میں پہونچ کر ایسی گھمسان کی لڑائی ہوئی کہ بایدوشاید، فریقین کے کشتوں کے پشتے لگ گئے خاص طور پر بنو حنیفہ کا سخت جانی نقصان ہوا۔ انصار کے علم بردار ثابت بن قیس بھی شہید ہوئے، اُن کا پاؤں ایک شخص کی تلوار سے کٹ گیا تھا انھوں نے وہی پاؤں اس زور سے اس شخص کے منھ پر مارا کہ وہ مر گیا، وحشی جو حضرت حمزہ کے قاتل تھے اور اپنے اس گناہ کے کفارہ کی فکر میں رہا کرتے تھے، مسیلمہ کی تاک میں تھے انھوں نے اپنا بھالا پھینک مارا جو ٹھیک نشانہ پر لگا، ایک انصاری نے بڑھ کر مسیلمہ کی گردن اُڑادی۔ مسیلمہ کا قتل ہونا تھا کہ بنو حنیفہ کے قدم اکھڑ گئے مسلمانوں نے اُن کو تلواروں پر رکھ لیا اور اُن کے اکثر آدمی مارے گئے۔



مسلمانوں میں سے صرف مہاجرین میں سے تین سو ساٹھ آدمی کام آئے سیکڑوں حافظ قرآن تھے جنھوں نے اس میدان شہادت میں اپنے علم و عمل کا حق ادا کیا۔

بنی حنیفہ کے ایک سردار مجاعہ نے غلط بیانی اور فریب دہی سے حضرت خالدؓ سے ایسی صلح کرلی جس میں قبیلہ کی جان محفوظ ہوگئی، بعد میں دربار خلافت سے حکم آیا کہ بنو حنیفہ میں سے کوئی بالغ مرد چھوڑا نہ جائے مگر حضرت خالدؓ نے صلح نامہ کی پوری پابندی کی اور اطلاع دے دی کہ صلح ہوگئی تھی اس لئے اس کے خلاف نہیں ہوسکتا۔

حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ تم اپنے چچا پر قربان نہ ہوگئے، زیدؓ شہید ہوگئے اور تم زندہ موجود ہو، میں تمہارا منھ دیکھنا نہیں چاہتا، عبداللہ نے کہا کہ اس میں میرا کیا قصور ہے ہم دونوں نے شہادت کی تمنا کی تھی اُن کی تمنا پوری ہوگئی میری تمنا پوری نہیں ہوئی۔

مسیلمہ کذاب، اسود عنسی، طلحہ مدعیان نبوت کے یکے بعد دیگرے قتل و شکست اور مرتد قبائل کی ہزیمت اور قتل و غارت سے سارا عرب مرتدین سے صاف ہوگیا، حضرت ابوبکرؓ

www.abulhasanalinadwi.org

اور اُن کے اُمراء جیوش نے عرب کا گوشہ گوشہ اور قبیلہ قبیلہ مرتدین سے پاک کرا دیا اور مرتدین سے صاف طور پر کہلوا دیا کہ ہم کفر پر تھے، ہمارے مقتول ناری اور تمہارے مقتول شہید ہیں، جو کچھ میدانِ جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھ آیا وہ مالِ غنیمت ہے اور ان کے ہاتھ سے جو مسلمان شہید ہوئے اُن کی دیت (خون بہا) دی جائے گی، اور جو مرتدین کے ہاتھ آیا ہے وہ مسلمانوں کو واپس کیا جائے گا اور جو اَب بھی ارتداد پر باقی رہنا چاہتے ہیں وہ عرب کی سرزمین چھوڑ دیں اور جہاں سینگ سمائے چلے جائیں۔

اس فتنۂ ارتداد کا خاتمہ حضرت ابوبکرؓ کا وہ کارنامہ ہے جس کی نظیر سے اُمتوں کی تاریخ خالی ہے۔ اُنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی کا حق ادا کر دیا، آج دنیا میں اگر اسلام محفوظ ہے اور اس کی شریعت بے کم و کاست موجود ہے تو یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (ارواحنا فداہ) کے بعد حضرت ابوبکرؓ ہی کی استقامت، عزیمت اور جد و جہد کا نتیجہ ہے، آج روئے زمین پر جہاں کہیں اسلام کا کوئی رُکن ادا ہو رہا ہے، کوئی اسلامی شعار بلند ہے، اور کہیں دین پر عمل ہو رہا ہے اس میں حضرت ابوبکر کا حصّہ ہے، آج نماز کی



ہر رکعت، زکوٰۃ کے ہر پیسہ، روزہ کی ہر گھڑی، حج کے ہر رُکن کے ثواب میں حضرت ابوبکرؓ کا حصّہ ہے اس لئے کہ اگر زکوٰۃ کے بارہ میں ڈھیل دی جاتی اور فتنۂ ارتداد کے ساتھ رواداری برتی جاتی تو نہ نماز رہتی نہ روزہ، نہ حج، اور جب تک یہ دین دنیا میں باقی ہے (اور وہ قیامت تک باقی رہے) حضرت ابوبکرؓ کو اس اُمّت کے اعمال کا اجر ملتا رہے گا، رضی اللہ عن ابی بکر وارضاہ۔

اور یہ عزیمت و استقامت حضرت ابوبکرؓ کے اس یقین کا نتیجہ تھا جو ان کو مشکوٰۃ نبوّت اور مرکز ایمان و یقین سے مِلا تھا، اور جس کی بنا پر وہ صدیق اکبر کہلاتے ہیں جس کی بدولت اُنھوں نے دین کی گرتی ہوئی عمارت کو تھام لیا اور اس کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو اپنی ہمّت اور قوت سے پار لگا دیا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم پر ایک ایسا وقت آیا تھا کہ اگر اللہ تعالےٰ بروقت ابوبکرؓ کو کھڑا نہ کر دیتا تو ہماری ہلاکت میں کوئی کسر باقی نہیں رہ گئی تھی ہم نے اس پر اتفاق کر لیا تھا کہ اونٹ کے بچے (زکوٰۃ کے جانور) کے بارہ میں ہم جنگ نہیں کریں گے

www.abulhasanalinadwi.org

اور مدینہ میں رہ کر اللہ کی عبادت جو کچھ بن پڑے گی کرتے
رہیں گے یہاں تک کہ ہمارا وقت آجائے، لیکن ابوبکرؓ اڑ گئے
اور مرتدین کی ذلت وخواری اور اُن کے فتنہ کے سدِّ باب سے
کم کسی چیز پر رضامند نہیں ہوئے۔

لیکن اس یقین کے سلسلہ میں یاد رہے کہ جو یقین کسی ضد
یا نفسانیت کی بنا پر ہوتا ہے یا کسی انسانی طاقت یا بیرونی
امداد کے بھروسہ پر ہوتا ہے اور اس کا سرچشمہ ایمان عمل صالح
اعتماد علی اللہ نہ ہو، بلکہ مادی اسباب، سیاسی تدبیر اور جوڑ توڑ
ہو اس کا انجام بعض اوقات بہت خراب ہوتا ہے، واقعات
بتلاتے ہیں کہ ایسا یقین دنیا میں بڑی بڑی تباہیاں لایا ہے
اور پوری پوری قومیں ایک جھوٹے یقین اور ایک شخص کی ضد
اور نامعقول اڑ پر قربان ہو گئی ہیں اس یقین کے لئے جس کے
ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہے ضروری ہے کہ

(۱) وہ خالص اللہ کے اعتماد پر ہو مخلوق کے کسی وعدہ
یا کسی امید پر نہ ہو۔

(۲) مشورہ وتدبیر میں کمی نہ کی جائے پھر بصیرت ایمانی جو
کچھ فیصلہ کرے اس پر مضبوطی سے قائم ہو جایا جائے۔



(۳) صاحب یقین ایمان واخلاص کی دولت سے مالا مال
اور عمل صالح سے متصف ہو اور اللہ تعالیٰ سے بندگی کا
خصوصی تعلق رکھتا ہو۔

(۴) اس کی بنیاد حق اور صداقت ہو اللہ تعالیٰ کے
یہاں اس کا مقدمہ جعلی اور کمزور نہ ہو۔

ان صفات کے بعد وہ پیش آئے گا جس کا وعدہ اس
آیت میں کیا گیا ہے إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا
تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا
وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ ۝ نَحْنُ
أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ۔ الآية۔

آج عالمِ اسلام پر جو مصائب آرہے ہیں، اور دین کا
ایوان جس طرح تزلزل میں ہے، مسلمانوں کے حوصلے
جس طرح پست اور اُن کی طبیعتیں جس طرح افسردہ ہوتی
جارہی ہیں، اور وہ اسلام کے مستقبل سے گویا ناامید ہوتے
جارہے ہیں، یاس ونا امیدی کے الفاظ جس طرح زبانوں اور
قلم پر آنے لگے ہیں، اس میں اسی یقین کی ضرورت ہے
جو گرتے ہوئے دلوں کو تھام لے، بجھتی ہوئی طبیعتوں کو

www.abulhasanalinadwi.org

گرما دے اور سوتی ہوئی ہمتوں کو جگا دے، خیال فرمائیے فتنۂ ارتداد کی اس صورت حال اور موجودہ صورت حال میں کتنا بڑا فرق ہے، مسلمانوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات نے نیم جاں اور بے حال کر دیا تھا، ہر شخص یتیمی کی کیفیت محسوس کر رہا تھا، وہ عزیز ترین ہستی جو زخموں کا مرہم اور دلوں کی ڈھارس تھی اور جس کو اپنے میں پا کر تمام مصیبت فراموش اور ہر غم غلط ہو جاتا تھا اور جس کے چہرے کو دیکھ کر نازک دل عورت جس کو باپ بھائی بیٹے شوہر کی شہادت کا تازہ تازہ داغ لگا تھا پکار اُٹھتی تھی کل مصيبة بعدك جلل یا رسول اللہ آپ کے ہوتے ہوئے ہر مصیبت ہیچ ہے یا رسول اللہ، وہ ان کے درمیان سے اُٹھ جاتی ہے اور اس کے اُٹھتے ہی ہر طرف سے نرغہ ہوتا ہے اسلام کی وہ پونجی اور راس المال جو اس کا اصل سرمایہ تھا، یعنی عرب اور قبائل عرب وہ ان کے ہاتھوں سے نکل جاتا ہے اسلام جو عرب کے گوشہ گوشہ میں پھیل گیا تھا سمٹ کر صرف مدینہ، مکّہ اور طائف میں محصور ہو جاتا ہے دشمنوں کی مرکز اسلام (مدینہ) پر بھی نگاہیں ہیں، اور

Syed Mohammad Salman Naqvi



صبح شام حملہ کا خطرہ ہے، دائیں بائیں کی ایرانی اور رومی شہنشاہیاں بھی تاک میں ہیں، ان سے چھیڑ چھاڑ شروع ہو چکی ہے، قرآن مجید سینوں میں ہے۔ اس کی تعلیم کی ابھی عالم گیر اشاعت بھی نہیں ہوئی، اسلام کی ساری متاع ایک سفینہ پر ہے اور وہ سفینہ تلاطم میں ہے، لیکن اللہ تبارک وتعالےٰ کی ہزار ہزار رحمتیں ابو بکر کی روح پاک پر اور اُن کے وفادار اور سر فروش رفیقوں پر کہ نہ اُن پر نا اُمیدی کا غلبہ ہوا نہ اُن کے حوصلے پست ہوئے نہ ہمت شکست، انھوں نے ایک طرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آخری خواہشات اور منشاء کی تکمیل کی دوسری طرف سارے جزیرہ نما سے عرب کی پھیلی ہوئی ارتداد کی آگ کو بجھایا پھر ایسے وقت میں دنیا کی دو عظیم ترین سلطنتوں پر حملہ کر دیا، وہ اسلامی فوجیں جو مرتدین سے جہاد کر کے بیٹھنے نہ پائی تھیں، عراق وشام کی اُن سلطنتوں کے سر پر پہونچ گئیں جن کے وسائل و ذخائر غیر محدود اور جن کی مملکت ان کے خیال سے زیادہ وسیع تھی اور پھر جب تک عراق سے لے کر ہندوستان تک اور عرب کی شمالی سرحد سے آبنائے طارق اور آبنائے باسفورس تک

www.abulhasanalinadwi.org

سارا میدان کانٹوں سے صاف نہیں کر دیا چین سے نہیں بیٹھے، یہاں تک کہ ایشیا میں چین چھوڑ کر تمام متمدّن ممالک، افریقہ کا سارا آباد اور متمدّن علاقہ اور یورپ کا ایک حصّہ اسلام کے زیرِ نگیں ہو گیا۔

لیکن سنہ ۱۱ھ کے مقابلہ میں سنہ ۱۳۶۸ھ میں دنیا کا نقشہ کچھ اور ہے اس وقت مسلمان صرف مدینہ، مکّہ اور طائف میں رہ گئے تھے لیکن آج دنیا کا کوئی حصہ نہیں ہے جہاں اسلام کے نام لیوا موجود نہ ہوں، اس وقت مسلمانوں کی تعداد ہزاروں سے زیادہ نہ تھی لیکن آج وہ پچاس کروڑ سے بھی متجاوز ہیں اس وقت تین شہروں کو چھوڑ کر اور کہیں مسلمانوں کو حاکمانہ اقتدار حاصل نہ تھا لیکن آج ان کی بیسوں حکومتیں موجود ہیں اور لاکھوں مربع میل زمین ان کے زیرِ اقتدار ہے، اس وقت مشکل سے ایسے مسلمان موجود تھے جنھیں اطمینان کے ساتھ دونوں وقت کھانا میسّر تھا لیکن آج شاید ہی کوئی ایسا ہو جو بھوکوں مر رہا ہو اس وقت ہزاروں کی دولت رکھنے والے مسلمان بھی انگلیوں پر گنے جا سکتے تھے، لیکن آج کروڑوں کی مالیت رکھنے والوں کی تعداد بھی ہزاروں سے متجاوز ہے آج نہ یاس کا موقع ہے نہ ہراس کا۔ ضرورت صرف



اس کی ہے کہ ہم اللہ کے بندے بن جائیں، اپنے آپ کو ایمان و یقین اور عمل صالح سے آراستہ کریں اگر ہم نے ایسا کر لیا تو تمام خطرات اور شبہات یقین کی حرارت اور عمل کی قوت کے سامنے اس طرح ناپید ہو جائیں گے جس طرح صبح کا کہرا اور رات کی شبنم سورج کی گرمی کے سامنے ناپید ہو جاتی ہے۔

مطبوعہ تنویر پریس لکھنؤ

# آپ کے مطالعہ اور دوستوں میں اشاعت کیلئے

## بصیرت افروز اور ہمت آفریں مضامین

روشنی کا مینار — از مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

آنکھوں کی سوئیاں — 〃 〃 〃 〃

مسلمان دنیا میں کیوں آئے — 〃 〃 〃 〃

نشانِ راہ — 〃 〃 〃 〃

ہندوستانی سماج کی جلد خبر لیجئے — 〃 〃 〃 〃

ان کے علاوہ دوسرے اور مضامین شائع ہو رہے ہیں ان کی اشاعت میں ہماری مدد کیجیے۔

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام گوئن روڈ، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org